فضائل، فوائد و ثمرات
احکام و مسائل اور کرنے والے کام

حافظ صلاح الدین یوسف

دار السلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

فہرست مضامین

عرض ناشر

زیر کتاب' اس سے قبل دو کتابچوں کی صورت میں نہایت خوب صورت اور دیدہ زیب انداز میں شائع ہوئی تھی۔ جن کے نام بالترتیب حسب ذیل تھے۔

- رمضان المبارک' احکام و مسائل
- رمضان المبارک میں کرنے والے کام

الحمد للہ عوام و خواص نے ان کتابوں کو پسند کیا۔ اب فاضل مؤلف حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ تعالیٰ نے دو حصوں کا مزید اضافہ فرمایا ہے۔

- روزوں کی فضیلت' احادیث صحیحہ کی روشنی میں
- روزے کے فوائد و ثمرات

اس مجموعے میں ان نئے دو حصوں کے ساتھ سابقہ دونوں کتابچوں کو شامل کر کے ان سب کو ایک کتاب کی شکل دے دی گئی ہے۔ یہ کتاب گویا چار مضامین کا مجموعہ ہے جس میں رمضان المبارک سے متعلقہ تمام اہم چیزوں اور احکام و مسائل کا احاطہ کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ مؤلف اور ناشرین کی اس سعی کو قبول فرمائے اور اسے عوام کی اصلاح و ہدایت کا سبب اور ہم سب کی نجات کا ذریعہ بنائے' آمین۔

عبدالمالک مجاہد

شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ - اکتوبر ۲۰۰۱ء

روزوں کی فضیلت

احادیث صحیحہ کی روشنی میں

رمضان المبارک کا مہینہ بڑی فضیلت و اہمیت کا حامل ہے اس کی فضیلت متعدد حیثیتوں سے ثابت ہے۔

﴿۱﴾ جیسے رمضان کے روزے رکھنا' اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے۔

﴿۲﴾ اسی مہینے میں قرآن مجید کا نزول ہوا: ﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنِ ﴾ (البقرہ ۱۸۵/۲:۵) جس کا ایک مطلب تو بعض علماء اور مفسرین نے یہ بیان کیا ہے کہ سب سے پہلی وحی جو غار حراء میں بصورت ﴿ اِقْرأ..... ﴾ جبریل امین لے کر آئے' وہ رمضان المبارک کا واقعہ ہے۔ اور دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ قرآن مجید پورا کا پورا لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اتار دیا گیا' اور لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے۔

﴿۳﴾ اسی ماہ مبارک میں لیلۃ القدر ہوتی ہے' جس کی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ﴿ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ﴾ (سورۃ القدر) "شب قدر' ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔" ہزار مہینے کے ۸۳ سال ۴ مہینے بنتے ہیں عام طور پر انسانوں کی عمریں بھی اس سے کم ہوتی ہیں۔ لیکن اس امت پر اللہ تعالیٰ کی یہ کتنی مہربانی ہے کہ وہ سال میں ایک مرتبہ اسے لیلۃ القدر سے نواز دیتا ہے' جس میں وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے ۸۳ سال کی عبادت سے بھی زیادہ اجر و ثواب حاصل کر سکتا ہے۔

امام مالک فرماتے ہیں کہ:

«أَنَّهُ سَمِعَ مَنْ یَثِقُ بِهِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ یَقُوْلُ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أُرِيَ أَعْمَارَ النَّاسِ قَبْلَهُ، أَوْ مَا شَاءَ اللهُ مِنْ ذٰلِكَ،

فَكَأَنَّهُ تَقَاصَرَ أَعْمَارَ أُمَّتِهِ أَنْ لاَّ يَبْلُغُوْا مِنَ الْعَمَلِ مِثْلَ الَّذِيْ بَلَغَ غَيْرُهُمْ فِيْ طُوْلِ الْعُمُرِ، فَأَعْطَاهُ اللهُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ»(موطا إمام مالك، الاعتكاف، باب ما جاء في ليلة القدر ١/ ٣٢١، طبع مصر)

"انہوں نے بعض معتمد علماء سے یہ بات سنی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو آپ سے پہلے لوگوں کی عمریں دکھلائی گئیں' تو آپ کو ایسا محسوس ہوا کہ آپ کی امت کی عمریں ان سے کم ہیں اور اس وجہ سے وہ ان لوگوں سے عمل میں پیچھے رہ جائے گی' جن کو لمبی عمریں دی گئیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا ازالہ اس طرح فرمادیا کہ امت محمدیہ کے لیے لیلۃ القدر عطا فرمادی۔"

④ اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور روزہ رکھنا بھی نماز' زکوٰۃ اور حج و عمرہ کی طرح ایک نہایت اہم عبادت ہے۔ اور روزے کی فضیلت متعدد احادیث سے ثابت ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں فرمایا:

«إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ»(صحيح البخاري، الصوم، ح:١٨٩٨، ١٨٩٩ وصحيح مسلم، الصيام، ح:١٠٧٩)

"جب رمضان آتا ہے تو آسمان (اور ایک روایت میں ہے جنت) کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور (بڑے بڑے) شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔"

«اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ يَسْتَجِنُّ بِهَا الْعَبْدُ مِنَ النَّارِ»(صحيح الجامع، ح:٣٨٦٧)

"روزہ ایک ڈھال ہے جس کے ذریعے سے بندہ جہنم کی آگ سے بچتا ہے۔"

ایک دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

«اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ مِّنْ عَذَابِ اللهِ»(صحیح الجامع، ح:٣٨٦٦)

"روزہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے (بچاؤ کی) ڈھال ہے۔"

ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيْلِ اللهِ بَعَّدَ اللهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا»(صحيح البخاري، الجهاد والسير، باب فضل الصوم في سبيل الله، ح:٢٨٤٠ وصحيح مسلم، الصيام، باب فضل الصيام في سبيل الله ... ح:١١٥٣)

"جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھا' تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال (کی مسافت کے قریب) دور کر دیتا ہے۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ: الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لاَ يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُوْنَ؟ فَيَقُوْمُوْنَ، لاَ يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوْا أُغْلِقَ، فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ»(صحيح البخاري، الصوم، باب الريان للصائمين، ح:١٨٩٦ وكتاب بدء الخلق، ح:٣٢٥٧ وصحيح مسلم، باب فضل الصيام، ح:١١٥٢)

"جنت (کے آٹھ دروازوں میں سے) ایک دروازے کا نام "رَیَّان" ہے' جس سے قیامت کے دن صرف روزے دار داخل ہوں گے' ان کے علاوہ اس دروازے سے کوئی داخل نہیں ہو گا' کہا جائے گا' روزے دار کہاں ہیں؟ تو وہ کھڑے ہو جائیں گے اور (جنت میں داخل ہوں گے) ان کے علاوہ کوئی اس دروازے سے داخل نہیں ہو گا۔ جب وہ داخل ہو جائیں گے' تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا اور کوئی اس سے داخل نہیں ہو گا۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«اَلصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَقُوْلُ الصِّيَامُ: أَيْ رَبِّ إِنِّيْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ، يَقُوْلُ الْقُرْآنُ، مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ، فَيُشَفَّعَانِ»

(صحيح الجامع، بحواله مسند أحمد، طبراني كبير، مستدرك حاكم وشعب الايمان، ح: ٣٨٨٢، ٢/ ٧٢٠)

"روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندے کی سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا' اے میرے رب! میں نے اس بندے کو دن کے وقت کھانے (پینے) سے اور جنسی خواہش پوری کرنے سے روک دیا تھا' پس تو اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما۔ قرآن کہے گا' میں نے اس کو رات کے وقت سونے سے روک دیا تھا' پس تو اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما۔ چنانچہ ان دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ، تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ»(صحيح البخاري، الصوم، باب الصوم كفارة، ح:١٨٩٥ وصحيح مسلم، الإيمان، باب رفع الأمانة والإيمان من بعض القلوب. . .الخ، ح: ١٤٤)

"آدمی کی آزمائش ہوتی ہے اس کے بال بچوں کے بارے میں' اس کے مال میں اور اس کے پڑوسی کے سلسلے میں۔ ان آزمائشوں کا کفارہ نماز' روزہ اور صدقہ ہیں۔"

آزمائش کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ چیزوں کے ذریعے سے انسانوں کو آزماتا اور ان کا امتحان لیتا ہے۔ اولاد کی آزمائش یہ ہے کہ انسان ان کی فرط محبت کی وجہ سے غلط رویہ' یا بخل یا خیر سے اجتناب تو اختیار نہیں کرتا' یا ان کی تعلیم و تربیت

میں کوتاہی تو نہیں کرتا؟ مال کی آزمائش یہ ہے کہ انسان اس کے کمانے میں ناجائز طریقہ تو اختیار نہیں کرتا' اسی طرح اسے خرچ کرنے میں اسراف سے یا بخل سے تو کام نہیں لیتا؟ پڑوسی کی آزمائش یہ ہے کہ انسان اس کے آرام و راحت کا خیال رکھتا ہے یا نہیں' اس کے دکھ درد میں اس کا معاون اور دست و بازو بنتا ہے یا نہیں؟

ان ذمے داریوں کی ادائیگی میں جو کوتاہیاں انسان سے ہوجاتی ہیں۔ نماز' روزہ اور صدقہ و خیرات ان کا کفارہ بن جاتے ہیں اور کوتاہیوں کا ازالہ ہوجاتا ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ﴾ (سورۂ ہود: ۱۱۴) ''نیکیاں برائیوں کو دور کردیتی ہیں۔'' اس حدیث و آیت سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کو نماز' روزہ اور صدقہ و خیرات اور دیگر نیکیوں کا اہتمام کرتے رہنا چاہیے' تاکہ یہ نیکیاں اس کی کوتاہیوں اور گناہوں کا کفارہ بنتی رہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا، إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ» (صحيح البخاري، الصوم، باب هل يقول إني صائم إذا شتم، ح:١٩٠٤ وصحيح مسلم، الصيام، باب فضل الصيام، ح:١١٥١)

''روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے۔ ایک جب وہ روزہ کھولتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور (دوسری خوشی) جب وہ اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزے سے خوش ہوگا۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ» (صحيح البخاري، الصوم، باب هل يقول: إني صائم إذا شتم، ح:١٩٠٤ وصحيح مسلم، الصيام، باب فضل الصيام، ح:١١٥١)

"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے' روزے دار کے منہ کی بدلی ہوئی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔"

خُلفَه یا خَلُوف' اس بو کو کہتے ہیں جو معدے کے خالی ہونے پر روزے دار کے منہ سے نکلتی ہے۔ یہ بو عام حالات سے مختلف اور بدلی ہوئی ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حدیث قدسی بیان فرمائی' جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

«اَلصِّيَامُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهِ»(صحيح البخاري، باب فضل الصوم، ح: ١٨٩٤ وصحيح مسلم، باب ورقم مذكور)

"روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔"

یعنی دیگر نیکیوں کیلئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ ضابطہ بیان فرمایا ہے کہ ﴿ اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا ﴾ (حوالہ ہائے مذکور) نیکی کا صلہ کم از کم دس گنا اور زیادہ سے زیادہ سات سو گنا تک ملے گا۔ لیکن روزے کو اللہ تعالیٰ نے اس عام ضابطے اور کلئے سے مستثنیٰ فرمادیا اور یہ فرمایا کہ قیامت والے دن اس کی وہ ایسی خصوصی جزاء عطا فرمائے گا' جس کا علم صرف اسی کو ہے اور وہ عام ضابطوں سے ہٹ کر خصوصی نوعیت کی ہوگی۔

یہ تمام احادیث' جو بیان ہوئیں' روزوں کی فضیلت میں عام ہیں۔ یعنی ہر قسم کے روزے ان کے ضمن میں آجاتے ہیں' چاہے وہ رمضان کے فرضی روزے ہوں یا رمضان کے علاوہ دیگر نفلی روزے۔ مذکورہ فضیلتیں ہر قسم کے روزے دار کے لیے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کے خاص بندے صرف رمضان ہی کے فرضی روزے نہیں رکھتے' بلکہ وہ نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں ہر وقت نفلی روزوں کا بھی اہتمام کرتے ہیں' جیسا کہ نبی ﷺ کا معمول مبارک تھا۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ ہر سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھتے۔ ہر مہینے کے ایام بیض (۱۳' ۱۴ اور ۱۵ تاریخ) کا روزہ رکھتے' ماہ شعبان کے ایام اکثر روزوں کے ساتھ گزارتے' علاوہ ازیں جب کبھی گھر میں کچھ کھانے کو نہ ہوتا' تو اس دن بھی آپ روزہ رکھ لیتے' عاشورے (۱۰ محرم) کے دن

روزہ رکھتے' بلکہ زندگی کے آخری سال آپ نے فرمایا کہ میں آئندہ سال زندہ رہا تو نویں محرم کا روزہ بھی رکھوں گا' تاکہ محض دسویں محرم کا روزہ رکھنے سے یہودیوں سے مشابہت نہ ہو۔ اس طرح نبی کریم ﷺ رمضان کے علاوہ وقتاً فوقتاً نفلی روزوں کا اہتمام فرماتے رہتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض دفعہ صوم وصال بھی رکھ لیتے' یعنی بغیر کچھ کھائے پیئے مسلسل روزے رکھتے۔ جس سے آپ نے اپنی امت کو منع فرمایا۔

رمضان کے روزوں کی خصوصی فضیلت

رسول اللہ ﷺ کا اور آپ کے اتباع میں صالحین و اتقیاء کا کثرت سے نفلی روزے رکھنے کا یہ معمول اور عادت مبارکہ اسی لیے تھی کہ وہ روزوں کی وہ فضیلتیں حاصل کرنے کا شوق اور جذبہ رکھتے تھے جو پچھلے صفحات میں گزریں۔ جب نفلی روزوں کی فضیلتیں ہیں' تو رمضان کے روزوں کا جو اجر و صلہ ملتا ہے' اس کا تو اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا' جو کہ فرض ہیں۔ اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے رمضان کے روزوں کی بابت فرمایا۔

«مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ»(صحيح البخاري، الصوم، باب من صام رمضان إيمانا واحتسابا ونية، ح:١٩٠١ وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، ح: ٧٦٠)

”جس نے رمضان کے روزے رکھے' ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (یعنی دکھلاوے اور ریاکاری کے لیے نہیں) تو اس کے گزشتہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔“

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ، إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ»(صحيح مسلم،

الطهارة، باب الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة... الخ، ح:٢٣٣)

"پانچوں نمازیں' جمعہ دوسرے جمعے تک اور رمضان دوسرے رمضان تک' ان گناہوں کا کفارہ ہیں جو ان کے درمیان ہوں' بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔"

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ، كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ»(صحيح مسلم، الصيام، باب استحباب صوم ستة أيام من شوال... الخ، ح:١١٦٤)

"جس نے رمضان کے (فرضی) روزے رکھے اور اس کے بعد شوال میں چھ (نفلی) روزے رکھے' وہ شخص ایسے ہے جیسے وہ ہمیشہ روزے رکھنے والا ہے۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کے روزے اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا کے تحت ۳۰۰ اور چھ روزے ساٹھ روزوں کے برابر شمار ہوں گے اور قمری سال کے تین سو ساٹھ (۳۶۰) دن ہی ہوتے ہیں۔ یوں گویا ایک مسلمان صائم الدھر (ہمیشہ روزہ رکھنے والا) شمار ہوگا۔ اس اعتبار سے شوال کے یہ چھ روزے' جن کو شش عیدی کہا جاتا ہے' نفلی ہونے کے باوجود نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ ہر مسلمان کو رمضان المبارک کے روزوں کے ساتھ یہ چھ روزے بھی رکھ لینے چاہئیں' تاکہ وہ عنداللہ صائم الدھر شمار ہو۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ، وَيُنَادِيْ مُنَادٍ: يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ! أَقْبِلْ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ! أَقْصِرْ، وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ

النَّارِ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ»(جامع الترمذي، الصوم، باب ماجاء في فضل شهر رمضان، ح:٦٨٢ وسنن ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في فضل شهر رمضان، ح:١٦٤٢ وقال الترمذي، هذا حديث غريب، وقال الألباني وهو كما قال، وله شاهد في المسند يتقوى به وهو الذي بعده، مشكوٰة للألباني ١٠/٦١١)

"جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے' جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں' ان میں سے کوئی دروازہ کھلا نہیں رہنے دیا جاتا۔ اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں' اور ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں رہنے دیا جاتا۔ اور ایک پکارنے والا پکار کر کہتا ہے۔ اے نیکیوں کے طالب! خوب پیش قدمی کر! اور اے برائیوں کے طالب! باز آجا۔ اور اللہ کے لیے جہنم سے آزاد کردہ لوگ ہوتے ہیں اور ہر رات کو ایسا ہوتا ہے(یعنی رمضان کی ہر رات کو اللہ جہنم سے لوگوں کو آزاد فرماتا ہے۔)"

اس روایت میں کچھ ضعف ہے' بقول البانی جو درج ذیل حدیث سے دور ہوجاتا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَتَاكُمْ رَمَضَانُ، شَهْرٌ مُّبَارَكٌ، فَرَضَ اللهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، تُفْتَحُ فِيْهِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَتُغْلَقُ فِيْهِ أَبْوَابُ الْجَحِيْمِ وَتُغَلُّ فِيْهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِيْنِ، للهِ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ» (رواه أحمد والنسائي 'وقال الألباني وهو حديث جيد لشواهده، مشكوٰة: ١/ ٦١٢')

"تمہارے پاس رمضان آیا ہے' یہ برکتوں والا مہینہ ہے' اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کیے ہیں' اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے' اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس میں ایک رات ہوتی ہے جو ہزار

مہینے سے بہتر ہے' جو اس کی بھلائی سے محروم رہا' وہ بڑا ہی حرماں نصیب ہے۔"

ایک اور روایت میں ہے' رمضان کے شروع ہونے پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ، وَفِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَلاَ يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلاَّ مَحْرُوْمٌ» (رواه ابن ماجه، الصيام، باب ما جاء في فضل شهر رمضان، ح: ١٦٤٤ وقال الألباني، إسناده حسن، حواله مذكور)

"یہ ماہ مبارک تمہارے پاس آگیا ہے' اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے' جو اس سے محروم رہا' وہ ہر طرح کی خیر سے محروم رہا اور اس کی خیر سے بالکل محروم القسمت شخص ہی محروم رہتا ہے۔"

ان احادیث سے واضح ہے کہ رمضان کا مہینہ نہایت عظمت و سعادت کا مہینہ ہے' اللہ تعالیٰ اس کی خصوصی عظمت کی وجہ سے اس ماہ مبارک میں وہ وہ اقدامات فرماتا ہے جو مذکورہ حدیثوں میں بیان ہوئے۔ جن سے اس مہینے کی خصوصی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

رمضان کی فضیلت میں بعض ضعیف روایات

اس ماہ مبارک کی فضیلت میں بعض روایات بہت مشہور ہیں' لیکن وہ سند کے لحاظ سے کمزور ہیں' اس لیے ان کو بیان کرنے سے گریز کرنا چاہیے' ہم تنبیہ کے طور پر انہیں بھی یہاں درج کرتے ہیں' تاکہ ضعیف روایات بھی لوگوں کے علم میں آجائیں' جنہیں خطیبان خوش بیان اور واعظان شیریں مقال اپنے وعظ و خطبات میں اکثر بیان کرتے ہیں۔ جیسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے' جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

«خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ، فَقَالَ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ! قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ، شَهْرٌ مُبَارَكٌ، شَهْرٌ

فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، جَعَلَ اللهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً وَقِيَامَ لَيْلَةٍ تَطَوُّعًا، مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَدَّىٰ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ أَدَّىٰ فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ أَدَّىٰ سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ، وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ، وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ، وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ، مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِذُنُوْبِهِ وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ، قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللهِ! لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُعْطِي اللهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لاَ يَظْمَأُ أَبَدًا حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ، وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهِ فِيْهِ غَفَرَ اللهُ لَهُ وَأَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ»

یہ روایت شعب الایمان بیہقی کے حوالے سے مشکوۃ میں درج ہے' مشکوۃ ایک نہایت متداول کتاب ہے جو تمام مدارس دینیہ کے نصاب میں شامل ہے۔ اور امام بیہقی کی شعب الایمان چند سال قبل تک غیر مطبوعہ مخطوطے کی شکل میں صرف بعض کتب خانوں میں محفوظ تھی۔ اس لیے عام اہل علم و تحقیق اس کی سند دیکھ کر اس کی صحت و ضعف کا حال معلوم کرنے سے قاصر تھے' اگرچہ بعض شارحین نے اس کی سند میں بعض راویوں کے ضعف کی صراحت کر کے اس حدیث کو غیر صحیح قرار دیا ہے' جیسے علامہ عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں صراحت کی' حافظ ابن حجر نے بھی اپنے اطراف میں اس کی صراحت کی' اور بھی بعض محدثین نے اس کی صراحت کی۔ ان کے ان اقوال کو تنقیح

الرواۃ اور پھر مرعاۃ المفاتیح میں بھی نقل کیا گیا ہے، جس سے اس روایت کا ضعف بالکل واضح ہے۔ لیکن پھر بھی اس کا علم چند اہل علم و تحقیق تک ہی محدود رہا۔ عام علماء و واعظ حضرات اس حدیث کو بیان ہی کرتے رہے۔ اللہ بھلا کرے شیخ البانی رحمہ اللہ کا کہ پھر انہوں نے بھی اپنی تعلیقات مشکوۃ میں اس کے ضعف کی صراحت کی۔ شیخ البانی کی تالیفات اور تحقیقات کو اللہ نے اہل علم و تحقیق کے حلقوں میں جو حسن قبول عطا فرمایا ہے، اس کی وجہ سے اس روایت کے ضعف کا علم عام ہوا، کیونکہ شیخ البانی کی تحقیق کے ساتھ شائع ہونے والی مشکوۃ بھی اہل علم میں متداول ہے۔ مشکوۃ پر شیخ البانی کی مختصر تعلیقات و تحقیقات کا یہ بڑا فائدہ ہوا کہ مشکوۃ کی متعدد احادیث، جو ضعیف تھیں، اور لوگ انہیں بے دھڑک بیان کرتے تھے، اب ان کے ضعف سے اہل علم کی اکثریت واقف ہوتی جارہی ہے۔ اور شیخ کی اس کاوش و تحقیق سے نقد حدیث کا ذوق بھی عام ہوا اور احادیث کی تحقیق و تخریج کے رجحان کو بھی بڑا فروغ ملا ہے۔ جزاہ اللہ عنا و عن جمیع المسلمین خیر الجزاء۔

بہرحال مقصود اس تفصیل سے یہ ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جو مذکورہ حدیث مشہور ہے، سند کے لحاظ سے بالکل ضعیف ہے۔ ایسی سخت ضعیف حدیث کا بیان کرنا صرف ناجائز ہی نہیں ہے، بلکہ اندیشہ ہے کہ اس کا بیان کرنے والا ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) (صحیح بخاری، العلم، حدیث ۱۱۰) جیسی وعید کا مستحق نہ بن جائے۔

«مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ عِلَّةٍ وَلاَ مَرَضٍ لَمْ يَقْضِهِ صِيَامُ الدَّهْرِ وَإِنْ صَامَهُ»(ذكره البخاري تعليقا، باب جامع في رمضان ـ وأخرجه الأربعة)

”جس نے بغیر کسی عذر اور بیماری کے، رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دیا، وہ ساری

زندگی بھی اس کی قضاء دیتا رہے تو اس کی قضاء نہیں ہوگی۔"

② یہ روایت امام بخاری نے تعلیقاً روایت کی ہے۔ لیکن حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اس روایت میں تین علتیں ہیں' ایک اضطراب' دوسری ابوالمطوس راوی کی جہالت اور تیسری یہ شک کہ ابوالمطوس کے باپ کا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے یا نہیں؟ (تفصیل کے لیے دیکھئے فتح الباری' باب مذکور)
شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی یہ روایت ضعیف ہے' چنانچہ انہوں نے اسے ضعیف ابی داود' ضعیف ترمذی' ضعیف ابن ماجہ اور ضعیف الجامع ہی میں نقل کیا ہے۔

③ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں رمضان کے روزے رکھنا' دوسری جگہوں کے مقابلے میں ہزار رمضان سے افضل ہیں۔ یہ دو روایات ہیں جو مجمع الزوائد میں ہیں اور دونوں ضعیف ہیں۔ (مجمع الزوائد' طبع جدید' بہ تحقیق عبداللہ محمد الدرویش' ج ۳' ص ۳۴۸' ۳۴۹)

④ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو عورتوں نے روزہ رکھا' پیاس کی شدت سے وہ سخت نڈھال ہو گئیں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا گیا تو آپ خاموش رہے' پھر دوپہر کو دوبارہ آپ سے عرض کیا گیا کہ وہ مرنے لگی ہیں۔ آپ نے ان دونوں عورتوں کو بلوایا اور ایک بڑا پیالہ منگوایا اور باری باری دونوں سے کہا' اس پیالے میں قے کرو' تو دونوں نے خون اور پیپ کی قے کی' دونوں کی قے سے پیالہ بھر گیا۔ آپ نے فرمایا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں (کھانے پینے) سے تو روزہ رکھا اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے روزہ کھولتی رہیں۔ یہ آپس میں بیٹھی ہوئیں لوگوں کا گوشت کھاتی (یعنی غیبت کرتی) رہیں۔ (مجمع الزوائد' ۳/۳۹۹) روزے میں غیبت وغیرہ سے تو ضرور پرہیز کرنا چاہیئے۔ لیکن یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے۔

❀ ❀ ❀

روزے کے فوائد و ثمرات

روزہ- نماز، زکوٰۃ اور حج کی طرح ایک عبادت ہے اور عبادات کا مقصد اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجالانا، اس سے تعلق و رابطہ استوار کرنا اور اس کی رضاء حاصل کرنا ہے۔ ان عبادات سے کچھ دنیوی مفادات بھی حاصل ہوجائیں تو وہ ضمنی فوائد ہیں، اصل مقصد سے ان کا تعلق نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عبادت کی ادائیگی ہر صورت میں ضروری ہے چاہے اس کی علت یا حکمت ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے، اس کا کوئی دنیوی فائدہ ہمیں حاصل ہو یا نہ ہو، حتیٰ کہ ہمیں ظاہری طور پر اس میں اپنے جان و مال کا نقصان ہی کیوں نہ محسوس ہو لیکن احکام الٰہی اور عبادات میں کوتاہی ہمارے لیے جائز نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جان و مال یعنی سب کچھ قربان کر دینا ہی مومن کا مطلوب و مقصود ہے۔

روزہ بھی ایک ایسی عبادت ہے جس سے کچھ طبی فوائد بھی انسان کو حاصل ہوتے ہیں، جیسے حکماء کی اکثریت اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ بسیار خوری سے اجتناب صحت کے لیے مفید ہے۔ روزے میں انسان بسیار خوری سے بچ جاتا ہے (بشرطیکہ وہ عام رواج کے برعکس ثقیل اور بھاری غذاؤں سے پرہیز کرے) تاہم یہ ایک ضمنی فائدہ ہے، روزے کا اصل مقصد وہ روحانی اور قلبی فوائد ہیں جو روزوں کو ان کی شرائط اور آداب کے ساتھ رکھنے کی صورت میں روزے داروں کو حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس کے چند روحانی فوائد و ثمرات حسب ذیل ہیں۔

① تقویٰ کا حصول اور تقویٰ کے ثمرات

روزوں کا سب سے بڑا فائدہ تقویٰ کا حصول ہے جو خود اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے ﴿ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ (البقرہ ۲: ۱۸۳) ''تم پر روزہ رکھنا اس لیے فرض کیا گیا

ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔" کیونکہ روزہ بھی عبادت ہی ہے اور عبادت کا مقصد اور فائدہ بھی اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کا حصول ہی بتلایا ہے۔ (دیکھئے سورۃ البقرۃ: ۲۱/۲)

- یہ تقویٰ کیا ہے جو روزوں سے انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے؟
- اور وہ روزے سے پیدا کس طرح ہوتا ہے؟
- اور تقویٰ سے کیا فوائد و ثمرات حاصل ہوتے ہیں؟

یہ تین سوال قابل غور ہیں۔

(۱) تقویٰ کا مطلب' دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت کا اس طرح راسخ ہوجانا ہے کہ انسان اس کی نافرمانی کے ارتکاب سے باز رہے' ہر قدم سوچ کر اٹھائے اور زندگی کے ہر موڑ پر اور ہر معاملے میں اس کی ہدایات و تعلیمات کی پابندی کرے' اسے بعض بزرگوں نے اس مثال سے واضح کیا ہے کہ ایک شخص ایسی تنگ گزرگاہ سے گزرے جس کے دونوں طرف کانٹے ہوں' تو وہ ایسی گزرگاہ سے کپڑے سنبھال کر اور دامن سمیٹ کر چلے گا تاکہ اس کا دامن کانٹوں سے نہ الجھے۔ تقویٰ بھی اسی احتیاط اور معصیت سے دامن بچاکر زندگی گزارنے کا نام ہے۔

(۲) اور یہ تقویٰ روزے سے اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ روزے کی حالت میں ایک مومن نہ کھاتا ہے نہ کچھ پیتا ہے اور نہ بیوی سے اپنی جنسی خواہش پوری کرتا ہے' حالانکہ عام حالات میں اس کے لیے ان میں سے کوئی چیز بھی ممنوع اور حرام نہیں ہے۔ کھانا پینا بھی حلال امر ہے اور بیوی سے مباشرت بھی جائز کام ہے۔ لیکن ایک مومن روزے میں یہ حلال کام بھی نہیں کرتا' حتیٰ کہ گھر کی چاردیواری کے اندر بھی نہیں کرتا جہاں اسے کوئی دیکھنے یا روکنے والا نہیں ہوتا۔ یہ کیا ہے؟ یہ وہی تقویٰ' اللہ کا ڈر ہے جو روزے سے اس کے اندر پیدا ہوا ہے۔

جب ایک مومن اللہ تعالیٰ کے ڈر سے محض اس لیے حلال کام بھی نہیں کرتا کہ روزے میں اللہ تعالیٰ نے ان سے روک دیا ہے اور کسی کے نہ دیکھنے کے باوجود وہ

باز رہتا ہے' تو گویا روزے نے اس کے اندر وہ تقویٰ پیدا کردیا ہے جو روزے کا اصل مقصد ہے۔ اگر انسان اس ماہانہ مشق کو اپنے احساس و شعور کا حصہ بنالے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کا یہ خوف قدم قدم پر اس کے دامن گیر رہ سکتا ہے اور اسے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز رکھ سکتا ہے۔ جب وہ اللہ کے حکم پر' اللہ تعالیٰ کے ڈر سے' جائز اور حلال کاموں سے بھی وقتی طور پر رکا رہتا ہے تو جن چیزوں اور کاموں کو اللہ نے ہمیشہ کے لیے حرام اور ناجائز قرار دیا ہے' ایک مومن اور ایک متقی ان کا ارتکاب کس طرح کرسکتا ہے؟

﴿۳﴾ ایک مومن کے اندر جب یہ تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کا ڈر پیدا ہوجاتا ہے' تو اسے حسب ذیل ثمرات و فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

تقویٰ کے ثمرات و فوائد: ﴿۱﴾ ایک مومن کی ایمانی قوت میں اضافہ اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت کا نقش اس کے دل میں مزید گہرا ہوجاتا ہے۔ وہ اس کی اطاعت و فرماں برداری میں راحت اور اطمینان محسوس کرتا اور نافرمانی میں اس کی گرفت سے ڈرتا ہے۔

﴿۲﴾ اس کے عقیدۂ آخرت میں تازگی اور پختگی آجاتی ہے۔ وہ روزے میں اپنی لذتیں قربان اور اپنی خواہشیں ترک کرتا ہے تو ایسا وہ اس یقین کی بنیاد پر کرتا ہے کہ اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں اس سے زیادہ لذتوں والی چیزیں عطا فرمائے گا۔ یہ عقیدۂ آخرت اور حسن صلہ کا یہ تصور روزے کی مشکلات اور مشقتوں ہی کو اس کے لیے آسان نہیں کرتا بلکہ دین و شریعت کے ہر معاملے میں اس کے اندر صبر و ثبات کی خوبیاں پیدا کرتا ہے جو اسے دین پر قائم رکھتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے انحراف نہیں کرنے دیتیں۔

﴿۳﴾ جب ایک مومن اللہ تعالیٰ کے حکم سے روزے میں ایک خاص وقت (صبح صادق کے ہوجانے) پر کھانے پینے اور دیگر خواہشات سے رک جاتا ہے اور ایک

دوسرے وقت پر (سورج کے غروب ہوتے ہی) کھانا پینا شروع کر دیتا ہے اور دوسری جائز خواہشات بھی پوری کرنی چاہتا ہے تو کر لیتا ہے۔ تو شب و روز کے لمحات و اوقات میں اللہ تعالیٰ کی یہ فرماں برداری اس کے اندر اللہ تعالیٰ کی عبودیت و بندگی اور اس کے سامنے سرافگندگی و خود سپردگی کا جذبہ و شعور پیدا کرتی ہے کہ انسان کا اپنا کچھ نہیں ہے' سب کچھ اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہی کے لیے ہے۔ ایک ایک لمحے اور ایک ایک گھڑی کو اللہ تعالیٰ ہی کی راہ میں یا اس کی مرضی و منشا کے مطابق ہی گزارنا ہے۔ اسی کا نام کمال عبودیت اور کمال بندگی ہے جو انسان سے مطلوب ہے۔

(۴) اور جب بندگی کا یہ شعور اور ہر لمحے اور ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرماں برداری کا یہ جذبہ عام ہوجاتا ہے تو پھر پورا معاشرہ اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگ جاتا اور پورا ماحول ایمان کے نور سے منور ہوجاتا ہے' پھر کفر و شرک (یعنی غیروں کا رنگ) وہاں سے مٹ جاتا اور معصیت و نافرمانی کی تاریکیاں کافور ہوجاتی ہیں۔ ہر طرف "صِبْغَةُ اللّٰه" ہی کی جلوہ آرائی اور دین و شریعت ہی کی روشنی نظر آتی ہے۔ جیسے رمضان المبارک میں ہوتا ہے۔ رمضان میں دن کو سب مسلمان ایک ہی کیفیت میں نظر آتے ہیں۔ گھر میں ہوں تب بھی' دفتر اور کارخانے میں ہوں تب بھی' سڑکوں اور بازاروں میں ہوں تب بھی' تنہا ہوں تب بھی' اور مجلس میں ہوں تب بھی' امیر ہوں تب بھی فقیر ہوں تب بھی' راعی و حکمراں ہوں تب بھی اور رعایا ہوں تب بھی۔ سب ایک ہی جذبے سے سرشار' سب پر ایک ہی کیفیت کا غلبہ اور سب ایک ہی آقا کے غلام اور ایک ہی حاکم کے محکوم نظر آتے ہیں۔ پورے معاشرے اور ماحول میں یہ یکسانیت کس نے پیدا کی؟ ایک ہی جذبہ و احساس کی کارفرمائی کیوں ممکن ہوئی؟ اور سب پر ایک ہی رنگ کا غلبہ کیوں اور کیسے ہوا؟

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی کامل بندگی و اطاعت کے جذبے سے ہوا جو رمضان المبارک میں روزوں کی وجہ سے انسانوں کے اندر پیدا ہوتا ہے اور

اللہ تعالیٰ ایک مہینے کے مسلسل روزوں کی مشق سے مسلمان معاشروں اور ملکوں میں ایسا ہی ماحول مستقل طور پر پیدا کرنا چاہتا ہے' جس میں نیکی غالب اور بدی مغلوب ہو' خیر کی کارفرمائی ہو اور شر کو رونمائی کا موقع نہ ملے' حق پر چلنے والے سرخرو ہوں اور باطل پر چلنے والے روسیاہ۔

لیکن ایسا تب ہی ہوسکتا ہے جب رمضان المبارک میں حاصل ہونے والے تقویٰ کی ہم حفاظت کریں' اس جذبے اور شعور کو زندہ رکھیں جو روزہ ہمارے اندر پیدا کرتا ہے' اس ایمانی پختگی کو قائم اور اس عقیدۂ آخرت کو دل و دماغ میں ہر وقت مستحضر رکھیں جس سے روزے کی حالت میں ہم سرشار رہتے ہیں۔

لمحہ فکریہ اور دعوت غور و فکر: آج ہمارے معاشرے میں صورت حال اس کے برعکس ہے' نیکی مغلوب اور بدی غالب ہے۔ شر خوب پھل پھول رہا ہے اور خیر سکڑتا اور سمٹتا جارہا ہے' حق کی قوتیں کمزور ہورہی ہیں اور باطل قوتیں دندنا رہی ہیں' حتیٰ کہ نیکی کرنے والے منہ چھپاتے پھر رہے ہیں اور برائی کرنے والے ڈنکے کی چوٹ پر خوب دھڑلے سے برائیاں کر رہے ہیں' حالانکہ ہم سالہا سال سے رمضان المبارک کے روزے رکھتے چلے آرہے ہیں' لیکن اس کے باوجود نیکی کا عمومی ماحول نہیں بن رہا ہے' ہمارے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہورہی ہے اور ہم اخلاق و کردار کی اتھاہ گہرائیوں میں گرتے چلے جارہے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟

اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم ایک رسم کے طور پر روزہ رکھ لیتے ہیں اور اس کی روح کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش نہیں کرتے' ایک محدود وقت کے دوران میں تو ہم کھانے پینے سے پرہیز کرتے ہیں' لیکن محرمات ابدی سے اجتناب ضروری نہیں سمجھتے۔ گویا تقویٰ کی اصل حقیقت سے ہم محروم ہی رہتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ روزے سے ہماری ایمانی قوت میں کوئی اضافہ ہوتا ہے نہ عقیدۂ آخرت کا صحیح استحضار ہی حاصل ہوتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کا خوف ہی ہمارے دلوں

میں راسخ ہوتا ہے۔

جب کہ برائیوں کے خلاف جہاد کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ایمان مستحکم' آخرت پر یقین مضبوط اور اللہ تعالیٰ کا خوف عناں گیر ہو۔ جب ایسا ہوجاتا ہے تو پھر انسان نہ صرف یہ کہ خود برائی کا ارتکاب نہیں کرتا' بلکہ برائی کو ہوتا ہوا دیکھنا بھی اس کے لیے مشکل ہوجاتا ہے۔ ایمان اور تقویٰ اسی جذبہ و شعور کا نام ہے۔

آج ضرورت اسی شعوری ایمان اور حقیقی تقویٰ کی ہے جو برائی کی راہ میں سد سکندری بن جائے۔ معاشرے میں کھلم کھلا کسی کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جرأت نہ ہو اور لوگ معصیت کا ارتکاب کرتے ہوئے اسی طرح شرم اور حجاب محسوس کریں جیسے رمضان المبارک میں سرعام کھانے پینے میں ایک روزہ خور بھی شرم اور حجاب محسوس کرتا ہے۔

مذکورہ فوائد کے علاوہ روزے کے چند اور فوائد بھی ہیں۔ روزے دار کو کوشش کرنی چاہیئے کہ روزے کے یہ سارے فائدے وہ حاصل کرے تاکہ یہ عبادت لاحاصل نہ رہے۔ یہ مزید فوائد حسب ذیل ہیں۔

② روزہ نفس کی سرکشی کا زور توڑنے میں مددگار عمل ثابت ہوتا ہے

عام طور پر دو چیزیں گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا باعث بنتی ہیں۔ ایک نفس کی بڑھتی ہوئی خواہش اور اس کی سرکشی۔ دوسرا شیطان کا وجود اور اس کا مکروفریب۔

رمضان المبارک میں سرکش شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے جس سے یقیناً نیکی کے رجحان میں اضافہ ہوتا اور خدا خوفی کا ماحول پروان چڑھتا ہے۔ خیر کے اس اضافے اور نیکی کے ماحول سے انسان اگر پورا فائدہ اٹھائے' تو اس سے یقیناً اس کے مزاج و کردار کا وہ فساد دور ہوسکتا ہے جو رمضان المبارک کے گزرتے ہی دوبارہ لوٹ آتا ہے اور رمضان کی مشق و تربیت کو کالعدم کردیتا ہے۔

روزہ نفس کی بڑھتی ہوئی سرکشی کو بھی لگام دیتا اور اس کی حیوانی خواہشوں کو بھی بے قابو نہیں ہونے دیتا۔ اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے نوجوانوں کو بطور خاص فرمایا تھا' کیونکہ نوجوانی میں نفس زیادہ زور آور ہوتا ہے۔

«يَامَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ»(صحيح البخاري، النكاح، باب٢، ح:٥٠٦٥ وصحيح مسلم، النكاح، باب١، ح: ١٤٠٠)

"اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شادی کی استطاعت رکھتا ہے' اس کو چاہیے کہ وہ شادی کرلے' اس لیے کہ یہ (شادی) نگاہوں کو پست رکھنے اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے میں بہت زیادہ معاون ثابت ہوتی ہے اور جو اس کی طاقت نہیں رکھتا' تو وہ روزے رکھے' کیونکہ روزہ اس کی نفسانی خواہشوں کا زور توڑے رکھے گا۔"

اس سے معلوم ہوا کہ نفس کی سرکشی کا زور توڑنے کے لیے روزہ ممدومعاون ہے۔ اسی لیے ایک اور حدیث میں نبی کریم ﷺ نے روزے کو ایک نفع بخش عمل قرار دیا۔ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

«قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! مُرْنِيْ بِأَمْرٍ يَنْفَعُنِي اللهُ بِهِ، قَالَ: عَلَيْكَ بِالصِّيَامِ فَإِنَّهُ لاَ مِثْلَ لَهُ» (سنن النسائي، الصيام، باب فضل الصيام، ح: ٢٢٢٣)

"میں نے کہا' اللہ کے رسول! مجھے ایسا کام بتلایئے جو مجھے نفع دے۔ آپ نے فرمایا' روزے رکھا کرو' اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔"

③ روزے سے صبر کا وصف راسخ ہوتا ہے

صبر بھی ایک ایسا اہم عمل ہے کہ اس کے بغیر دین پر عمل اور ایمانی

تقاضوں کی تکمیل ممکن نہیں۔ صبر کا وصف ہی انسان کے اندر ایسا حوصلہ پیدا کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ساری دنیا سے لڑنے اور باطل قوتوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

صبر کے مفہوم میں حسب ذیل چیزیں شامل ہیں۔

﴿۱﴾ اپنے نفس پر کنٹرول کر کے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے اور اس کی معصیت سے بچنا۔

﴿۲﴾ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مقابلے میں نفس کی لذتوں اور اس کے حیوانی تقاضوں کو نظر انداز کر دینا۔

﴿۳﴾ اللہ تعالیٰ کے دین پر عمل کرنے میں جو مشکلات پیش آئیں' انہیں خندہ پیشانی سے برداشت کرنا اور لوگوں کی لعنت ملامت کی پروا نہ کرنا۔

روزے میں انسان اپنے نفس کی لذتوں اور اس کے حیوانی تقاضوں کو نظر انداز کر کے اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتا ہے' جس سے اس کے اندر صبر کا وصف راسخ ہوتا اور مذکورہ خوبیوں کا انعکاس ہوتا ہے۔

④ روزے سے اخوت و ہمدردی کا احساس اجاگر ہوتا ہے

روزے میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے' تو اسے ان لوگوں کی تکلیفوں کا احساس ہوتا ہے جن کی زندگی تنگ دستی اور فقر و فاقہ میں گزرتی ہے' اس لیے کہ مومنوں کا وصف یہ بیان کیا گیا ہے۔

«مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، مَثَلُ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكٰی مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰی لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰی»(صحیح مسلم، البر والصلة، باب تراحم المؤمنین . . . الخ، :۲۵۸۶)

''آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت رکھنے میں' ایک دوسرے کے ساتھ

رحم کرنے میں اور ایک دوسرے کے ساتھ شفقت و نرمی کرنے میں مومنوں کی مثال ایک جسم کی طرح ہے۔ جب جسم کے ایک حصے کو تکلیف ہوتی ہے تو اس کی وجہ سے سارا جسم بیدار رہتا ہے اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔"

ایک دوسری روایت میں فرمایا۔

«اَلْمُسْلِمُوْنَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ، إِنِ اشْتَكٰى عَيْنُهُ، اشْتَكٰى كُلُّهُ، وَإِنِ اشْتَكٰى رَأْسُهُ، اشْتَكٰى كُلُّهُ» (حواله مذكور)

"سب مسلمان شخص واحد کی طرح ہیں' اگر اس کی آنکھ میں درد ہوتا ہے تو اس کا سارا جسم درد محسوس کرتا ہے اور اس کے سر میں درد ہوتا ہے تب بھی سارا جسم درد محسوس کرتا ہے۔"

اور جب ایک مسلمان روزے کی حالت میں فقر و فاقہ کی کیفیتوں سے گزرتا ہے تو اس کے اندر ایسے لوگوں کے بارے میں ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جو مستقل طور پر فقر و فاقہ سے دوچار رہتے ہیں' چنانچہ وہ اپنی طاقت کے مطابق ان سے بھائی چارگی کا اظہار کرتا اور ان کی تکلیفوں کو دور کرنے میں ان کے ساتھ تعاون کرتا ہے' جیسا کہ اسلام کا تقاضا ہے۔

⑤ روزہ اخلاق و کردار کی بلندی پیدا کرتا ہے

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ، وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّيْ امْرُءٌ صَائِمٌ»

(صحيح البخاري، الصوم، باب هل يقول: إني صائم إذا شتم، ح: ١٩٠٤)

"روزہ ایک ڈھال ہے' جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو دل لگی کی باتیں کرے نہ شور و شغب۔ اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑنے کی کوشش کرے تو کہہ

دے' بھئی! میں تو روزے دار ہوں۔"

اس حدیث میں روزے کو ڈھال قرار دیا گیا ہے' کس چیز سے؟ گالی گلوچ سے' شور وشغب اور دل لگی کی باتوں سے' حتیٰ کہ کوئی گالی بھی دے دے تو کہہ دیا جائے' میں تو روزے دار ہوں' میں روزے کی حالت میں اپنی زبان کو گالی سے آلودہ نہیں کروں گا' لڑائی کا جواب لڑائی سے نہیں' عفو و درگزر سے دوں گا۔ یہ اخلاق و کردار کی وہ بلندی ہے جو روزے سے پیدا ہوتی ہے اور ہونی چاہیے۔

روزے داروں کے لیے وعید: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلاَّ الظَّمَأُ وَكَمْ مِنْ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلاَّ السَّهَرُ»(رواه الدارمي، مشكوٰة، الصوم، باب تنزيه الصوم، ح: ٢٠١٤، وقال الألباني إسناده جيد)

"کتنے ہی روزے دار ہیں جن کو ان کے روزے سے سوائے پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کتنے ہی شب بے دار ہیں' جن کو ان کی شب بیداری سے سوائے بیداری اور بے خوابی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔"

یہ کون سے بدنصیب روزے دار ہوں گے جنہوں نے روزے رکھ کر بھوک پیاس کی تکلیف تو برداشت کی ہوگی' لیکن روزے کے اجر و ثواب سے محروم رہیں گے؟ یہ وہی لوگ ہوں گے جن کے اندر روزے سے اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہوتا ہے' نہ اخلاق و کردار کی بلندی اور نہ دیگر فوائد و ثمرات ہی انہیں حاصل ہوتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ لاَ تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔

❀ ❀ ❀

احکام و مسائل

اس باب میں روزے سے متعلق ضروری احکام و مسائل بیان کئے گئے ہیں' مثلاً روزے کے واجبات و آداب کیا ہیں؟ رمضان المبارک میں کون سی دعائیں مسنون ہیں؟ اس کے فوائد اور فضائل کیا ہیں؟ روزہ کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے اور کن چیزوں سے نہیں ٹوٹتا؟ اور اسلام میں اس کی اہمیت کیا ہے؟ وغیرہ' مختصراً ان باتوں کا ذکر ہو گا۔ وباللہ التوفیق۔

روزے کی اہمیت روزے کی اہمیت تو اسی سے واضح ہے کہ یہ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ، وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ»(صحيح البخاري، الإيمان، باب (١)، ح:٨ وصحيح مسلم، الإيمان، باب بيان أركان الإسلام... الخ، ح:١٦)

"اسلام کی بنیادیں پانچ ہیں ① اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ② نماز قائم کرنا ③ زکوۃ ادا کرنا۔ ④ بیت اللہ کا حج کرنا (اگر استطاعت حاصل ہو جائے) ⑤ اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

روزے کا وجوب رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کے روزوں کی بابت فرمایا ہے:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ﴾ (البقرة٢/ ١٨٣)

"اے ایمان والو! تم پر (رمضان المبارک کے) روزے رکھنا فرض کیے گئے

ہیں۔"

اور فرض کا انکار کفر و ارتداد ہے۔ اس سے بھی روزے کی اہمیت واضح ہے۔

روزے کی تعریف صوم کے لغوی معنی تو رُک جانے کے ہیں اور شرعی اصطلاح میں یہ اللہ تعالیٰ کی ایک عبادت ہے جس میں ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام مفطرات سے' طلوع فجر سے غروب شمس تک۔ رُکا رہتا ہے۔ مفطرات کے معنی ہیں' روزے کو توڑ دینے والی چیزیں۔ جیسے کھانا' پینا' بیوی سے ہم بستری کرنا۔ یہ ساری چیزیں اگرچہ حلال ہیں' لیکن روزے کی حالت میں یہ چیزیں ممنوع ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم پر فجر سے لے کر سورج کے ڈوبنے تک' ان تمام چیزوں سے بچ کر رہنے کا نام روزہ ہے۔

روزے کا مقصد اس تعریف اور عمل سے ہی روزے کا وہ مقصد واضح ہو جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں روزے کا حکم دیتے ہوئے ﴿ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ (البقرہ: ۱۸۳) کے الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو۔ تقویٰ کا مطلب ہے' دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر اور اس کا خوف اس طرح جاگزیں ہو جائے کہ ہر کام کرنے سے پہلے انسان یہ دیکھے کہ یہ جائز ہے یا ناجائز؟ حلال ہے یا حرام؟ اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گا یا ناراض؟

روزے سے یہ تقویٰ کس طرح حاصل ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان روزے کی حالت میں گھر کی چاردیواری کے اندر بھی' جہاں اس کو کوئی دیکھنے والا ہوتا ہے نہ اس کا کوئی مؤاخذہ کرنے والا' کھاتا ہے نہ پیتا ہے اور نہ بیوی سے اپنی جنسی خواہش پوری کرتا ہے' کیوں؟ محض اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے روزے کی حالت میں ان چیزوں سے اسے روک دیا ہے۔ تو پورے ایک مہینے کی تربیت سے۔ بشرطیکہ انسان خلوص دل اور کامل اذعان اور شعور سے کوشش کرے' اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف راسخ ہو جاتا ہے اور یہ بات اس کے ذہن میں نقش ہو جاتی ہے کہ جب

روزے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے حلال چیزوں سے بھی میں اجتناب کرتا رہا ہوں' تو جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے حرام قرار دی ہوئی ہیں' ان کا ارتکاب میرے لئے کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ یا اگر مجھے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہے تو میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والے کام کیوں کروں؟ (جیسا کہ اس کی کچھ تفصیل اس سے پہلے --فوائد و ثمرات-- کے باب میں گزر چکی ہے۔)

❀ ❀ ❀

مختلف حالات اور اعتبارات سے لوگوں کی قسمیں

① روزہ ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہے۔

② نابالغ بچے پر روزہ فرض نہیں۔ تاہم ان کی طاقت کے مطابق ان سے روزے رکھوائے جائیں' تاکہ ایک تو وہ اس کے عادی ہو جائیں۔ دوسرے' ان کے اندر یہ شعور پختہ ہو جائے کہ بالغ ہونے کے بعد روزہ رکھنا ان کے لئے ضروری ہو گا۔ جیسے حکم ہے کہ سات سال کے بچے کو نماز پڑھنے کی تلقین کی جائے اور دس سال کی عمر میں بچے کو ڈانٹ ڈپٹ کر نماز پڑھوائی جائے۔ اس کا مقصد بھی نماز کی اہمیت و فرضیت کا احساس اس کے اندر پیدا کرنا ہے۔

③ مریض اگر روزہ رکھنے میں تکلیف محسوس کرے یا روزہ رکھنے سے اس کے مرض میں اضافے کا اندیشہ ہو تو وہ بیماری کی حالت میں روزہ نہ رکھے۔ تاہم روزوں کی قضاء بعد میں ضروری ہے۔

④ یہی حکم ان عورتوں کے لئے ہے جو حمل سے ہوں یا ان کی گود میں شیر خوار بچہ ہو۔ اگر روزہ رکھنے میں وہ تکلیف محسوس کریں یا بچے کی بابت انہیں کوئی اندیشہ ہو یا ڈاکٹر اس قسم کی ہدایت دے۔ تو حاملہ اور مرضعہ عورتیں روزہ چھوڑ سکتی ہیں' لیکن بعد میں چھوڑے ہوئے روزوں کی قضاء ضروری ہے۔

⑤ عورتوں کو حیض اور نفاس کے ایام میں روزے رکھنا ممنوع ہیں۔ حیض کا مطلب' ماہواری ہے اور نفاس کا مطلب' زچگی (ولادت) کے ایام ہیں۔ جب تک ولادت کا خون بند نہ ہو جائے' نفاس کی حالت شمار ہو گی' اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے اور کم سے کم کا کوئی تعین نہیں۔ جب بھی خون بند ہو جائے' وہ پاک

سمجھی جائیں گی اور غسل طہارت کے بعد ان کے لئے نماز اور روزے کا اہتمام (اگر ماہ رمضان ہو) ضروری ہو گا۔ حیض اور نفاس کی حالت میں چھوڑے ہوئے روزوں کی قضاء ضروری ہے۔

⑥ جو شخص روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو۔ جیسے کوئی شخص دائمی مریض ہو جس کی صحت یابی کی امید نہ ہو یا بہت بوڑھا آدمی' جس کی طاقت و توانائی ختم ہو چکی ہو۔ یہ دونوں چونکہ روزہ نہیں رکھ سکتے' اس لئے یہ ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں۔ ان کے لئے اطعام مسکین کا فدیہ روزہ رکھنے کے قائم مقام ہو جائے گا۔

⑦ مجنون (پاگل) یا وہ شخص جس کے ہوش و حواس مختل ہو جائیں اور اس کے اندر کسی چیز کی تمیز کرنے کا شعور باقی نہ رہے' اسی طرح زیادہ بڑھاپے کی وجہ سے کسی کی عقل ماؤف ہو جائے اور وہ بھی ہوش و تمیز سے عاری ہو جائے۔ ظاہر بات ہے کہ یہ تینوں قسم کے افراد روزہ نہیں رکھ سکتے۔ لیکن یہ فدیۂ طعام مسکین کے بھی مکلف نہیں ہیں۔

⑧ کسی شخص کو کوئی اضطراری حالت لاحق ہو جائے۔ جیسے کسی ڈوبتے شخص کو بچانے کے لئے دریا یا سمندر میں غوطہ زنی کی ضرورت پیش آجائے۔ یا جلتی آگ میں سے انسانوں کو باہر نکالنے کا کام کرنا پڑ جائے۔ اس قسم کی اضطراری حالت میں روزہ توڑے بغیر کچھ کرنا مشکل ہو تو روزہ توڑ دینا جائز ہے۔ لیکن بعد میں اس کی قضاء ضروری ہے۔

⑨ مسافر' سفر میں دقت محسوس کرے' تو اس کے لئے روزہ چھوڑنا جائز ہے' اس کی قضاء بعد میں ضروری ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جو ہمیشہ ہی سفر پر رہتے ہوں۔ جیسے بسوں' ریلوں وغیرہ کے ڈرائیور۔ یا بسلسلہ ملازمت ایک شہر سے دوسرے شہر میں روزانہ سفر کرنے والے حضرات۔ ان کے لئے بھی اگرچہ روزہ چھوڑنا جائز ہے' لیکن روزوں کی قضاء ان کے لئے بھی ضروری ہے۔ اس لئے سفر عارضی ہو یا دائمی' روزہ

رکھنے یا نہ رکھنے کی تو رخصت اور اجازت ہے۔ لیکن ان کے لئے روزوں کی معافی نہیں ہے۔ ان کے لئے رمضان کے روزے پورے کرنے ضروری ہیں۔ اگر سفر کی وجہ سے رمضان میں نہیں رکھیں گے تو رمضان کے بعد قضاء ضروری ہے۔

❀ ❀ ❀

روزے کے ضروری احکام

1 **وجوب نیت** فرض روزوں کے لئے رات کو طلوع فجر سے پہلے پہلے روزے کی نیت کرنا ضروری ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

«مَنْ لَّمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلاَ صِيَامَ لَهُ»(سنن أبي داود، الصيام، باب النية في الصوم، ح: ٢٤٥٤)

"جس نے فجر سے پہلے پہلے رات کو روزے کی نیت نہ کی' اس کا روزہ نہیں۔"

رمضان المبارک میں رات کو ہر مسلمان کی نیت ہوتی ہے کہ اس نے صبح روزہ رکھنا ہے' علاوہ ازیں فجر کے طلوع ہونے سے پہلے پہلے اس نے سحری بھی کھانی ہوتی ہے' اور سحری کا وقت بھی رات ہی میں شامل ہے۔ اس اعتبار سے نیت تو بہرحال ہوتی ہی ہے' کیونکہ نیت کا محل' دل ہے نہ کہ زبان۔ یہی وجہ ہے کہ روزہ رکھنے کی نیت کے کوئی الفاظ نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہیں اور یہ جو عام کیلنڈروں میں روزے کی نیت کے الفاظ لکھے ہوتے ہیں: (وبصوم غد نویت من شهر رمضان) بالکل بے اصل ہیں' ان کی کوئی سند نہیں ہے۔ اس لئے ان الفاظ کا پڑھنا صحیح نہیں' کیونکہ یہ نبی ﷺ سے ثابت ہی نہیں ہیں۔

2 **روزے کا وقت** طلوع فجر سے غروب شمس تک ہے۔ صبح صادق سے پہلے سحری کھا لی جائے اور پھر سورج کے غروب ہونے تک تمام مفطرات سے اجتناب کیا جائے۔

3 **سحری ضرور کھائی جائے** بعض لوگ سحری کھانا ضروری نہیں سمجھتے اور رات ہی کو کھا پی کر سو جاتے ہیں یا آدھی رات کو کھا لیتے ہیں۔ یہ دونوں ہی باتیں غلط ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ، أَكْلَةُ السَّحَرِ»
(صحيح مسلم، الصيام، باب فضل السحور. . .، ح:١٠٩٦)

''ہمارے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان فرق کرنے والی چیز' سحری کا کھانا ہے۔''

یعنی اہل کتاب سحری نہیں کھاتے اور مسلمان سحری کھا کر روزہ رکھتے ہیں۔ اس لئے سحری ضرور کھانی چاہیۓ۔ چاہے ایک کھجور یا چند گھونٹ پانی ہی ہو۔ اس میں برکت بھی ہے اور جسمانی قوت کا ذریعہ بھی اور یہ دونوں چیزیں روزہ نبھانے کے لئے ضروری ہیں۔ اسی لئے نبی ﷺ نے سحری کو غدائے مبارک سے تعبیر فرمایا ہے۔

(سنن ابی داود۔ الصیام' باب من سمی السحور الغداء' حدیث:۲۳۴۴)

ایک اور حدیث میں فرمایا:

«اَلسَّحُوْرُ أَكْلُهُ بَرَكَةٌ فَلاَ تَدَعُوْهُ وَلَوْ أَنْ يَّجْرَعَ أَحَدُكُمْ جُرْعَةً مِنْ مَاءٍ فَإِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلاَئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِيْنَ»(الفتح الرباني: ١٠/ ١٦)

''سحری کا کھانا باعث برکت ہے' اس لئے اسے نہ چھوڑو' چاہے کوئی ایک گھونٹ پانی ہی پی لے۔ کیونکہ اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

اسی طرح نبی اکرم ﷺ کا معمول اور طریقۂ مبارک یہ تھا کہ سحری فجر سے تھوڑی دیر پہلے بالکل آخری وقت میں کھایا کرتے تھے۔ روزے داروں کے لئے اس طریق نبوی کو اپنانے میں بڑے فائدے ہیں۔ مثلاً فجر کی نماز میں سستی نہیں ہوتی۔ سحری سے فراغت کے فوراً بعد نماز فجر کا وقت ہو جاتا ہے۔ انسان آسانی سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لیتا ہے اور روزے کی ابتداء اور انتہاء کے درمیان وقفہ کم ہو جاتا ہے جس سے

روزے دار کو سہولت مل جاتی ہے' وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "صوم و صال" یعنی بغیر کچھ کھائے پیئے مسلسل روزے رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری' الصیام' باب الوصال' ح:۱۹۶۲ و مسلم' باب النھی عن الوصال' ح:۱۱۰۴)

4 روزہ کھولنے میں جلدی کرنا | نبی کریم ﷺ کی ایک سنت یہ بھی ہے کہ روزہ کھولنے میں تاخیر نہ کی جائے' بلکہ جلدی کی جائے۔ جلدی کا مطلب' سورج کے غروب ہونے سے قبل روزہ کھولنا نہیں ہے' بلکہ سورج کے غروب ہونے کے بعد بلا تاخیر فوراً روزہ کھولنا ہے۔ جیسے بعض لوگ سورج غروب ہونے کے بعد اتنا اندھیرا چھا جانے کو ضروری سمجھتے ہیں کہ تارے نظر آنے لگ جائیں۔ نبی ﷺ کے زمانے میں یہود و نصاریٰ کا یہی معمول تھا۔ اس لئے آپ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم یہود و نصاریٰ کے برعکس سورج کے غروب ہوتے ہی فوراً روزہ کھول لیا کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لاَ يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ»(صحيح البخاري، الصوم، باب تعجيل الإفطار، ح:۱۹۵۷ ومسلم، الصيام، باب فضل السحور، ح:۱۰۹۸)

"لوگ اس وقت تک ہمیشہ بھلائی میں رہیں گے جب تک روزہ کھولنے میں جلدی کریں گے۔"

5 روزہ کس چیز سے کھولا جائے | حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

«كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُفْطِرُ عَلَى رُطَبَاتٍ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَعَلَى تَمَرَاتٍ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ»(سنن أبي داود، الصيام، باب ما يفطر عليه،

ح:٢٣٥٦)

"رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ نماز مغرب سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے' اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو چھواروں سے روزہ کھولتے۔ اگر چھوارے بھی نہ ہوتے تو پانی کے چند گھونٹ نوش فرمالیتے۔"

ہمارا معمول اس نبوی معمول سے کتنا مختلف ہے۔ ہمارے ہاں افطاری کے وقت انواع و اقسام کے پھل فروٹ کے علاوہ چٹ پٹی اور مصالحے دار چیزوں کی بھی فراوانی ہوتی ہے' جس سے معدے میں گرانی ہو جاتی ہے جو صحت کے لئے سخت مضر ہے۔ ہمیں بھی ان تکلفات کی بجائے سادگی ہی کو اختیار کرنا چاہیئے' اسی میں اخروی اجر وثواب بھی ہے اور دنیوی فائدہ بھی۔

6 قبولیت دعا کا وقت سارا دن اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بھوک پیاس برداشت کرنے اور اپنی جنسی خواہش پر کنٹرول کرنے کی وجہ سے ایک مومن کو اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک خاص مقام حاصل ہو جاتا ہے' اس لئے افطاری کے وقت قبولیت دعا کا بھی بہت امکان ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهِ لَدَعْوَةً مَا تُرَدُّ»(سنن ابن ماجه، الصيام، باب في الصائم لا ترد دعوته، ح:١٧٥٣)

"افطاری کے وقت روزے دار کی دعا رد نہیں کی جاتی۔"

7 افطاری کے وقت کون سی دعا پڑھی جائے اس سلسلے میں ایک دعا یہ مشہور ہے۔ ((اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ)) لیکن یہ مرسل روایت ہے جو محدثین کے نزدیک ضعیف شمار ہوتی ہے۔ ایک دوسری دعا ہے جو عام کیلنڈروں میں لکھی ہوتی ہے۔ ((اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ))

یہ دعا بالکل بے سند اور بے اصل ہے۔ ایک تیسری دعا ہے جو نبی ﷺ افطاری کے وقت پڑھتے تھے:

«ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللهُ»(سنن أبي داود، الصيام، باب القول عند الإفطار، ح:٢٣٥٧)

"پیاس دور ہو گئی' رگیں تر ہو گئیں اور اگر اللہ نے چاہا' تو اجر ثابت ہو گیا۔"

اس کی سند حسن درجے کی ہے۔ (مشکوۃ' للالبانی-۱/ ۲۶۱) اس لئے بہتر ہے کہ افطاری کے وقت یہی دعا پڑھی جائے۔ اگرچہ شیخ البانی نے دوسری مرسل روایت کو بھی شواہد کی بنا پر قابل قبول قرار دیا ہے۔ لیکن بعض دوسرے علماء شیخ البانی کی اس رائے سے متفق نہیں اور وہ اسے ضعیف ہی قرار دیتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

8 روزہ کھلوانے کا ثواب

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا أَوْ جَهَّزَ غَازِيًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ»(شرح السنة، باب ثواب من فطر صائما، ح:١٨١٩ وشعب الإيمان، الصيام، فضل فيمن فطر صائما، ح:٣٩٥٣)

"جس نے کسی روزے دار کا روزہ کھلوایا' یا کسی غازی کو تیار کیا' تو اس کے لئے بھی اس کے برابر اجر ہے۔"

روزہ کھلوانے کا یہ اجر ہر شخص اپنی طاقت کے مطابق حاصل کر سکتا ہے' اس کے لئے پر تکلف دعوت کی ضرورت نہیں۔

9 روزے دار کے لئے حسب ذیل چیزوں سے اجتناب ضروری ہے

جھوٹ سے: جیسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ، فَلَيْسَ للهِ حَاجَةٌ فِي

أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ»(صحيح البخاري، الصوم، باب من لم يدع قول الزور والعمل به في الصوم، ح:١٩٠٣)

''جس شخص نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا' تو اللہ عزوجل کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ایسا شخص اپنا کھانا پینا چھوڑے۔''یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے روزے کی کوئی اہمیت نہیں۔

۞ لغو اور رفث سے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَإِنَّمَا الصِّيَامُ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ، فَإِنْ سَابَّكَ أَحَدٌ أَوْ جَهِلَ عَلَيْكَ فَقُلْ إِنِّيْ صَائِمٌ»

(صحيح ابن خزيمه ٣/ ٢٤٢، ح:١٩٩٦ - مط - المكتب الإسلامي)

''روزہ صرف کھانا پینا (چھوڑنے کا) نام نہیں ہے۔ روزہ تو لغو اور رفث سے بچنے کا نام ہے۔ اس لئے اگر تجھ کو کوئی سب و شتم کرے یا تیرے ساتھ جہالت سے پیش آئے' تو تو کہہ دے' میں تو بھئی روزے دار ہوں۔''

۞ لغو: ہر بے فائدہ اور بے ہودہ کام کو کہتے ہیں۔ جیسے ریڈیو اور ٹی وی کے لچر اور بے ہودہ پروگراموں کا سننا اور دیکھنا ہے۔ تاش' شطرنج اور اس قسم کے دیگر کھیل ہیں۔ فحش ناول' افسانے اور ڈرامے ہیں۔ دوست احباب کے ساتھ خوش گپیاں' چغلیاں' بے ہودہ مذاق اور دیگر ناشائستہ حرکتیں ہیں۔

۞ رفث کا مطلب: جنسی خواہشات پر مبنی باتیں اور حرکتیں ہیں۔ یہ لغو و رفث روزے کی حالت میں بالخصوص ممنوع ہیں۔ اس لئے تمام مذکورہ باتوں اور حرکتوں سے اجتناب کیا جائے۔

اسی طرح کوئی لڑنے جھگڑنے کی کوشش کرے' گالی گلوچ کر کے اشتعال دلائے۔ تو روزے دار اس جہالت کے مقابلے میں صبر و تحمل اور درگزر سے کام لے اور دوسرے فریق کو بھی اپنے عمل سے یہ وعظ و نصیحت کرے کہ روزے کی حالت میں